الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

محبوب ﷺ کا ہر نقش

کمالِ معراج پر

حافظہ مہک بتول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ
اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا ؕ

ترجمہ:

جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی
اللہ کی اور جس نے منہ پھیرا تو نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا
پاسبان بنا کر۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْم

قَالَ الْاِمَامُ مَالِکٌ –رَحِمَہُ اللّٰہُ :

کُلُّ اَحَدٍ یُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِہٖ وَیُتْرَکُ،اِلَّا صَاحِبَ هٰذَاالْقَبْرِ اَوْهٰذِہِ الرَّوْضَةِ– صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ:

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہر ایک کا قول لیا بھی جا سکتا ہے اور رد بھی کیا جا سکتا ہے سوائے اس مکین گنبد خضراء –صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم– کے ارشاد مبارک کے کہ اسے کسی صورت میں رد نہیں کیا جا سکتا۔

(۱)

خواجہ خواجگان خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی:

عام مومنوں کے مقام کی انتہا صالحین کے مقام کی ابتدا ہے

اور صالحین کے مقام کی انتہا شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے

اور شہیدوں کے مقام کی انتہا صدیقوں کے مقام کی ابتدا ہے

اور صدیقوں کے مقام کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے

اور نبیوں کے مقام کی انتہا رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے

اور رسولوں کے مقام کی انتہا اولوالعزم کے مقام کی ابتدا ہے

اور اولوالعزم کے مقام کی انتہا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقام کی ابتدا ہے اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی انتہا کو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ ﴿تذکرہ مشائخ نقشبندیہ صفحہ ۵۸﴾

یعنی عام مؤمن کا جو سب سے اونچا اور آخری درجہ ہے وہ درجہ صالحین کا پہلا درجہ ہے علےٰ ھٰذا القیاس

﴿انتباہ﴾

خواجہ خواجگان بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا اپنا مقام کیا ہے اس کے متعلق مخدوم الاولیاء خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کا ارشاد مبارک ملاحظہ فرمائیں:

حضرت خواجہ جنید بغدادی نے فرمایا کہ خواجہ بایزید بسطامی ہماری جماعت یعنی اولیاء کرام کی جماعت میں یوں ہیں جیسے فرشتوں میں حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور دوسرے ولیوں کے مقام کی انتہا خواجہ بسطامی کے مقام کی ابتدا ہے۔ ﴿تذکرہ مشائخ نقشبندیہ﴾

جبریل علیہ السلام سارے فرشتوں سے خواہ وہ فرشتے ارضی ہوں یا سماوی فرشی ہوں کہ عرشی سب سے افضل و اعلیٰ ہیں اور خود خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کا کیا مقام ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے کیا جاسکتا ہے۔

﴿واقعہ﴾

ایک شخص نہایت ہی بدکردار اور فاسق و فاجر تھا اسے لوگ اس

کی بدبختی اور بدکرداری کی وجہ سے شقی کہہ کر پکارا کرتے تھے ایک دن وہ شخص ﴿شقی﴾ حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کی خدمت میں جا بیٹھا پھر تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھا وہ جا رہا تھا کہ کسی نے حسب معمول اسے شقی کے لقب سے پکارا ہاتف سے آواز آئی اب اس کو شقی مت کہو کیونکہ جو شخص ہمارے ولی جنید کی خدمت میں ایک گھڑی بیٹھ چکا ہے وہ شقی نہیں رہ سکتا بلکہ اب یہ سعید ﴿جنتی﴾ ہو گیا ہے۔﴿ذکر خیر﴾

﴿مقام فکر﴾

یہ مقام سیدنا خواجہ جنید بغدادی کا ہے اور وہ فرما رہے ہیں کہ ہماری ولیوں کی جماعت میں سیدنا خواجہ بسطامی کا مقام جیسے فرشتوں میں جبریل علیہ السلام کا مقام و مرتبہ ہے

اور یہ مقام و مرتبہ صدیقوں کے مقام کی ابتدا ہے اور جہاں صدیقوں کے مقام کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبیوں کے مقام کی ابتدا ہوتی ہے اور جہاں نبیوں کے مقام کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے

رسولوں کے مقام کی ابتدا ہوتی ہے اور پھر جہاں رسولوں کے مقام کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے اولوالعزم کے مقام کی ابتدا ہوتی ہے اور جہاں جا کر اولوالعزم کے مقام کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتدا ہوتی ہے اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی انتہا کو اللہ تعالےٰ خالق کائنات جل جلالہٗ کے سوا کوئی جان ہی نہیں سکتا۔

سبحان اللّٰہ العظیم سبحان اللّٰہ العظیم سبحان اللّٰہ العظیم

اور یہ لفاظی ہی نہیں بلکہ حدیث پاک میں ہے: یاابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی۔ ﴿تجلی الیقین﴾

ایک روایت میں ہے: یاابابکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی۔ ﴿مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹﴾

یعنی اے میرے یارِ غار اے ابوبکر مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق دیکر بھیجا ہے میری حقیقت کو میرے ربّ تعالےٰ کے سوا کسی نے جانا ہی نہیں۔

خدا داند کہ تو در چہ مقامی

اے میرے عزیز اے مسلمان بھائی ذرا گریبان میں منہ ڈال کر تنہائی میں بیٹھ کر غور کر کہ مقام حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کتنا اونچا اور کتنا رفیع ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم

(۲)

ولیوں کے ولی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

ایک تین سو ہوتے ہیں ایک چالیس ہوتے ہیں اور ایک تین ہوتے ہیں اور ایک ایک ہوتا ہے اس ایک کی روحانیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ستر درجے لطیف تر ہے۔ ﴿انقلاب حقیقت صفحہ ۶۲﴾

اس کی تفصیل یوں ہے کہ جو تین سو ہوتے ہیں وہ نجبا ہیں اور جو چالیس ہوتے ہیں وہ ابدال ہیں اور جو تین ہوتے ہیں وہ قطب ہیں اور جو ایک ہوتا ہے وہ غوث ہوتا ہے اسے قطب الاقطاب بھی کہا جاتا ہے اور وہ حکومت الہیہ کا جہاں بھر میں اپنے وقت میں سب سے بڑا افسر ہوتا ہے اور اس قطب الاقطاب کی روحانیت سے

رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ستر درجے لطیف تر ہے اور جب حبیب خدا سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک قطب الاقطاب کی روحانیت سے ستر درجے لطیف تر ہے تو سرکار کی روحانیت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ خدا داند کہ تو درچہ مقامی

(۳)

خواجہ خواجگان خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کے دربار دعاء کی یا اللہ مجھے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ دکھا تو جواب ملا اے بسطامی تو میرے حبیب کے مقام کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا میں نے پھر دعاء کی: قال ابویزید فتح لی من ذالك قدر خرم ابرة فلم اطق الثبوت عند ذالك۔ ﴿جواہر البحار صفحہ ۲۹۵ جلد ۳﴾

یعنی مجھ پر مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سوئی کے ناکے کے برابر کھولا گیا تو پھر بھی میں یہ برداشت نہ کرسکا۔

اللھم صل وسلم وبارك علےٰ النبی المختار سید الابرار زین المرسلین الاخیار وعلےٰ آلہٖ

الاخیار وصحابته اولی الایدی والابصار الی یوم القرار۔

(۴)

سیدی خواجہ حضرت خواجہ محمد معصوم سرھندی قدس سرہٗ نے فرمایا: جب میں حج کرنے گیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوا اور وہاں روضہ مقدسہ پر حاضری دی تو یوں محسوس ہوا کہ وجود شریف حضرت رسالت مآب ﷺ عرش سے لیکر فرش تک سارے جہانوں ﴿جن وانس وحوش وطیور حیوانات نباتات معدنیات﴾ سب کیلئے مرکز ہے۔ بیشک عطا کرنے والا اللہ رب العالمین ہی ہے لیکن جس کسی کو بھی فیض پہنچتا ہے وہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے وسیلہ سے پہنچتا ہے اور مہمّات ملک وملکوت حضور ﷺ کے اہتمام سے انجام پذیر ہوتے ہیں۔

﴿مقامات امام ربانی صفحہ ۱۱۲﴾

اس ایمان افروز ارشاد مبارک سے ہمیں چند فوائد حاصل ہوئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ جاوید نبی ہیں۔

۲۔ وہ سارے جہانوں کیلئے از عرش تا فرش ہر ہر فرد اور ہر ہر چیز کیلئے مرکز اور فیض رساں ہیں۔

۳۔ عطا کرنے والا بیشک اللہ تعالےٰ ہے لیکن ہر کسی کو ہر نعمت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ملتی ہے۔

۴۔ وہ سب جہانوں کیلئے مہتمم ہیں ان ہی کے اہتمام سے کاروبار عالم چل رہا ہے۔ صلی اللہ علیہ وعلےٰ آلہٖ واصحابہ وسلم۔

اور یہ نظریہ صرف سیدی خواجہ محمد معصوم سرھندی کا ہی نہیں بلکہ دیگر اولیائے کرام کا بھی یہی نظریہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث فرمائے جانے کا مقصد

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے درمیان اس لیے مبعوث فرمایا تاکہ ہم انہی کے دکھائے ہوئے راستہ کو اختیار کر کے سب جہانوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمتیں کامیابیاں اور جنت حاصل کرلیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

یعنی ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔

(سورۃ الانبیاء ۱۰۸)

پھر فرمایا:

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ.ۘ (سورۃ حشر)

اور تمھیں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جو عطا کریں وہ لے لو اور جس سے تمھیں منع کریں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب بھی دینے والا ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو اس کے علاوہ کوئی دوسرا رستہ اختیار نہ کرو ورنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سخت عذاب بھی دینے والا ہے۔ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر تمھارے درمیان مبعوث فرمایا گیا ہے۔ مختصر یہ کہ اسی کی اتباع کے علاوہ دوسرا کوئی رستہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں۔ پھر فرمایا:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا. (آل عمران:۱۰۳)

اور اللہ کی رسی (کتاب اللہ) کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ سب مل کر اور فرقوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ۔

مذکورہ آیت مبارکہ کے مطابق بھی متعین کیا ہوا ایک راستہ چھوڑ کر اس سے مختلف اپنے مسلکوں یا فرقوں کے الگ الگ بنائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے منع فرمایا گیا ہے اور رب العالمین فرماتے ہیں کہ میں نے صرف امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی تمھاری طرف مبعوث فرمایا ہے۔ اسی کی اطاعت ہی میری اطاعت ہے۔ فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء:۸۰)

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اسی نے اللہ کی اطاعت کی۔

پھر بڑی وضاحت کے ساتھ دوسرے مقام پر فرمایا:

فَلاَ وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝٦٥

(سورۃ النساء)

پس قسم ہے تیرے رب کی یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہوسکتے جب تک کہ آپ کو منصف نہ بنالیں ان سب معاملات میں جو کہ ان کے درمیان اٹھیں پھر وہ اپنے دلوں میں آپ کے فیصلہ سے کوئی تنگی نہ پائیں اور اسے خوشی کے ساتھ تسلیم کرتے ہوئے عمل پیرا نہ ہوجائیں۔

ایک تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام اور پھر بہت بڑی بات یہ کہ قسم کے ساتھ اللہ اکبر اس کی وضاحت کردینا انسان کے بس کی بات نہیں۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں مختصراً قسمیہ فیصلہ فرما دیا گیا ہے کہ ہر کوئی اس وقت تک ایمان لانے والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے سب دینی و دنیاوی معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے مطابق خوشی کے ساتھ عمل پیرا نہیں ہوجاتا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر ہمارے درمیان مبعوث فرمایا گیا ہے' اس لیے جس وقت کوئی بھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع جانثارانہ اور غلامانہ انداز میں کرنا اپنے شعار بنا لیتا ہے' پھر دنیا و آخرت میں کامیابیاں اور اللہ سبحان وتعالیٰ کی لامتناہی رحمتیں اسے اپنے دامن میں چھپا لیتی ہیں۔ جہاں تک کہ جنگل کے درندے بھی مشکل وقت میں حملہ کرنے کی بجائے اس کی مطلوبہ خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کردیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل واقعہ پر غور کیجئے۔

سیدنا ابنِ منکدر سے روایت ہے کہ رومیوں کی سرزمین میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر سے بچھڑ گئے۔ پس وہ بھاگ کر لشکر کو تلاش کرتے ہوئے آرہے تھے کہ ایک شیر آ گیا۔ سفینہ رضی اللہ عنہ شیر کو کہنے لگے یَا اَبَا الْحَارِثُ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ۔ "اے جنگل کے سردار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ پس وہ شیر سفینہ رضی اللہ عنہ کی طرف دم ہلاتا ہوا بڑھا اور پہلو میں آ کھڑا ہوا گیا۔ جب کوئی خطرناک آواز سنتا تو اس کی طرف متوجہ ہوتا۔ پھر وہ سفینہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں برابر چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ لشکر میں پہنچ گئے اور شیر جنگل میں لوٹ گیا۔ (شرح السنۃ ۔ مستدرک ۔ دلائل النبوۃ)

مذکورہ واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے مطابق غلامانہ اور جانثارانہ معیار پر عمل پیرا ہو جانے والوں کے لیے اللہ سبحان وتعالیٰ کی لامتناہی رحمتیں ہر وقت اپنا دامن پھیلائے رہتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور حکم کی تعمیل کیسے کی جائے

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب یہ ارشاد سنا تو وہ دروازے میں تھے سنتے ہی اسی جگہ دروازے میں ہی بیٹھ گئے۔ پھر انھیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ! ادھر آ جاؤ۔ (رواہ ابوداؤد)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا۔ پھر فرمایا

کہ تم میں سے کوئی آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے اور اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لو اور اس (کی قیمت) سے نفع حاصل کرلو۔ کہا اللہ کی قسم! اس چیز کو ہرگز نہ لوں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا۔ (رواہ مسلم)

مذکورہ حدیث میں سونے کی انگوٹھی کے واقعہ کی طرح ایمان کی شرط اول یہ ہے کہ اپنی ہر خواہش کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی پر قربان کیا جائے صرف زبانی جمع خرچ تک محدود رہنے والا ایمان اور حکم کسی شمار میں نہیں آئے گا۔

محمد بن کثیر از سفیان از عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے، اسے بوسہ دیا اور کہا کہ میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے، نہ ضرر دے سکتا ہے نہ نفع۔ اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا۔ (رواہ بخاری)

مذکورہ حدیث سے سبق ملتا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے کیا جانا ثابت ہوتا ہوا سے اسی طرح کرنا ہے اور جو کچھ ثابت نہیں ہوتا اس سے سختی کے ساتھ باز رہنا ہے۔ سورۃ حشر کی آیت مبارکہ جس کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے، مذکورہ حدیث اس کی عین تفسیر ہے۔ مختصر یہ کہ مختلف آیات کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر عمل پیرا رہنے کا حکم دیا ہے۔

اس سے پہلے مذکورہ آیات ۷ سورۃ حشر :۱۰۳، سورۃ آل عمران :۷۰، سورۃ النساء :۲۵، سورۃ النساء کی خلاف ورزی کی طرح یہ بھی بڑی جسارت ہے کہ اپنی طرف سے دانستہ نئی ایجادات دین میں شامل کی جائیں تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے کھلا

انکار ہے۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر دین کو مکمل کیا جا چکا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. (سورۃ المائدہ:۳)

(آج حجۃ الوداع کے دن) میں نے مکمل کر دیا تمھارے لیے دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا تمھارے لیے اسلام کو بطورِ دین۔

مذکورہ آیت مبارکہ کو نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے دن دین کو مکمل کر دیا۔ اس کے بعد دین میں نئی ایجادات شامل یا رائج کرنے والوں کا آخرت میں انجام عبرتناک ہوگا۔

(۲۰۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷺ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ذَاتَ یَوْمٍ بَیْنَ اَظْھُرِنَا اِذْ اَغْفٰی اِغْفَاءَ ةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا مَآ اَضْحَکَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ قَالَ اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اٰنِفًا سُوْرَةٌ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ o فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ o اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ o ثُمَّ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر نیند سی طاری ہوئی پھر مسکراتے ہوئے آپ نے سر اٹھایا جس پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس چیز پر مسکرا رہے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ مجھ پر ابھی ایک سورت نازل کی گئی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر پوری سورت تلاوت

الْكَوْثَرُ فَقُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ نَهْرٌ وَّعَدَنِيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ وَّهُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ اُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اٰنِيَتُهٗ عَدَدَ النُّجُوْمِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَاَقُوْلُ رَبِّ اِنَّهٗ مِنْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ مَا تَدْرِيْ مَآ اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ زَادَ ابْنُ حَجْرٍ فِيْ حَدِيْثِهٖ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ مَآ اَحْدَثَ بَعْدَكَ.

(رواہ مسلم)

فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو ارشاد ہوا کہ کوثر ایک نہر ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس میں بہت سی خوبیاں ہیں اور بروز قیامت میرے امتی اس حوض کا پانی پینے کیلئے آئیں گے۔ اس حوض پر اتنے گلاس ہیں جتنے آسمان کے تارے۔ ایک شخص کو وہاں سے بھگا دیا جائے گا جس پر میں کہوں گا۔ اے اللہ! یہ شخص میرا امتی ہے' اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ آپ کا امتی نہیں' بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے آپ کے بعد دین میں نئے عمل شامل کیے۔ ابنِ حجر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں مسجد میں بیٹھے تھے اور اللہ کہے گا یہ وہ شخص ہے جس نے آپ کے بعد دین میں اپنی طرف سے نئے عمل ایجاد کیے۔

بیان کے سابق صفحات میں مذکورہ آیات واحادیث سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جس کسی نے رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی طور پر اطاعت کی دنیا وآخرت میں

عظیم کامیابی اسی کا مقدر بنتی ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کی لاانتہا ہی رحمتیں اپنے دامن میں چھپا لیتی ہیں اور مذکورہ حدیث ۲۰۲ کے مطابق ان لوگوں کو آخرت میں حوض کوثر سے بھگا دیا جائے گا۔ جنھوں نے ان کی اتباع سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی طرف سے تجویز کردہ نئے امور کو دین میں شامل کیا جو کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سے ثابت نہیں ہوتے۔ چاہے وہ امور جس قدر ہی بھلے، دل پسند اور جاذب ذہن کیوں نہ ہوں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے الیوم اکملت لکم دینکم کو نازل فرما کر دین میں کمی یا بیشی کرنے کے دروازے ہمیشہ کیلئے بند کر دیئے۔ پس جو مقام رہبر کامل، امام الانبیاء، خاتم المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا بس وہ رسالت کیلئے ہی مخصوص ہے۔ اس لیے دین میں کمی وبیشی یا کسی قسم کی تبدیلی کرنے کا آج کسی کو بھی حق نہیں ہے۔ دین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نازل فرما کر انہی کی اتباع پر مکمل کر دیا گیا۔

سبحان اللہ مقام رسالت صلی اللہ علیہ وسلم انسانی علم وعقل سے کس قدر بلند فرما دیا گیا

رسول اللہ کا بچپن میں سینہ چاک کیا جانا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ لڑکوں میں کھیل رہے تھے۔ آپ کو چت لٹایا اور سینہ مبارک کھول کر قلب اطہر کو نکالا اور اس سے گوشت کا ایک ٹکڑا نکال کر کہا کہ یہ شیطان کا حصہ ہے، پھر قلب اطہر کو سونے کے طشت میں آب زم زم سے دھویا اور اسے اسی جگہ رکھ دیا، لڑکے دوڑتے ہوئے اپنی والدہ (حلیمہ سعدیہ) کے پاس ائے اور کہا کہ محمد (صلی اللہ

علیہ وسلم) کو قتل کر دیا گیا ہے۔ لوگ آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے تو آپ کا رنگ بدلہ ہوا تھا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سوئی کے نشان میں آپ کے سینہ اطہر پر دیکھا کرتا تھا۔ (رواہ مسلم)

بعثت سے پہلے ایک پتھر امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتا تھا

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مکہ کے اس پتھر کو اچھی طرح جانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا اور اسے اب بھی جانتا ہوں۔ (رواہ مسلم)

ابوجہل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شر کے ارادے سے آنا تو آگ کی خندق کا حائل ہو جانا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھاری موجودگی میں اپنے چہرے کو خاک آلودہ کرتا ہے؟ (اپنے رب کو سجدہ کرتا ہے) کہا گیا "ہاں"۔ اس نے کہا لات اور عزّیٰ کی قسم! اگر میں اسے ایسا کرتا ہوا دیکھ لوں تو میں اس کی گردن کچل ڈالوں گا۔ وہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے تو گمان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن روند ڈالے اور آپ کی طرف آیا لیکن الٹے پاؤں بھاگا اور اپنے ہاتھوں سے رکاوٹ کرتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے اور اس کے درمیان آگ کی خندق ہے اور پر ہیں نیز وہشت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ میرے نزدیک آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیتے۔ (رواہ مسلم)

بیت المقدس کو پھر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا دیا گیا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو حجر میں کھڑا ہو گیا تو بیت المقدس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ظاہر کر دیا تو اس کی نشانیاں جو وہ پوچھتے تو میں دیکھ کر انھیں بتا دیتا۔ (رواہ مسلم)

سینہ چاک کیا جانا پھر معراج کا واقعہ (مختصراً)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں مکہ میں تھا میرے گھر کی چھت کھولی گئی۔ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے' میرا سینہ چاک کیا اور زم زم سے دھویا پھر سونے کا طشت لائے جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا' وہ میرے سینے میں انڈیل دیا پھر سینہ جوڑ دیا پھر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ (رواہ بخاری)

چاند دو ٹکڑے ہو کر علیحدہ علیحدہ ہو گیا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکے والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رسالت کی نشانی مانگی تو چاند دو ٹکڑے ہو کر علیحدہ علیحدہ ہو گیا پھر فرمایا دیکھ لو' گواہ رہنا۔ (رواہ بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے کھجوروں کے ڈھیر میں برکت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد شہید ہو گئے اور ان کے ذمہ قرض تھا۔ میں نے قرض خواہوں سے کہا کہ درختوں پر جتنے پھل

ہیں، سارے لے لیں۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ حضور کو معلوم ہے کہ میرے والد ماجد غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ انھوں نے بہت زیادہ قرض چھوڑا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے چلیں۔ (کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام سے) قرض خواہ مجھ سے بدکلامی نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور ہر قسم کے پھلوں کی علیحدہ علیحدہ ڈھیریاں بنانا۔ میں نے یہی کیا اور آپ کو بلا لیا۔ جب انھوں نے اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس وقت اور بھی مجھ پر بھڑکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رویہ دیکھا تو بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے اور اس پر بیٹھ کر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلالو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں برابر ماپ کر دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد ماجد کا قرض ادا کر دیا جبکہ میں اس بات پر بھی راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کا قرض ادا کرا دے۔ گو میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ لے کر جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیریاں بھی سلامت رکھیں۔ یہاں تک کہ جب میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے، تو گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔
(رواہ بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر ایک ہزار مجاہدین کی دعوت

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ خندق کھود رہے تھے۔ ایک چٹان نما پتھر آڑے آ گیا۔ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ایک چٹان نما پتھر خندق میں حائل ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا میں اترتا ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ ہم سب نے تین روز سے کچھ نہ چکھا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لے کر مارا تو وہ چٹان نما پتھر بھر بھرے تودے کی طرح ہو گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک کی حالت میں دیکھا تو گھر جا کر ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اوران کی بیوی نے ایک صاع (قریباً اڑھائی کلو) جو پیس کر تیار کیے۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رازداری سے گزارش کی کہ اپنے چند رفقاء کے ہمراہ تشریف لائیں۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل خندق کو ہمراہ لے کر چل دیئے۔ جن کی تعداد ایک ہزار تھی اور سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ پھر بھی ہانڈی اپنی حالت پر برقرار رہی اور گوندھا ہوا اٹا بھی اسی طرح رہا جس سے روٹی پکائی جاتی رہی۔
(رواہ بخاری ومسلم)

ایک پیالہ پانی کو پندرہ سو افراد کیلئے کافی بنا دیا گیا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے روز لوگوں کو پیاس لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک بڑا پیالہ تھا جس سے وضو فرما رہے تے۔ پھر لوگ آپ کی جانب بڑھے اور عرض گزار ہوئے کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے کہ وضو کریں ماسوائے اس کے جو اس پیالے میں ہے۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پیالے میں ڈالا تو پانی مبارک انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پھوٹ نکلا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کتنے افراد تھے؟ تو بتایا کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو تب بھی پانی کافی ہو جاتا لیکن ہم پندرہ سو

تھے۔ (رواہ بخاری ومسلم)

چند چلّو پانی تیس ہزار مجاہدین کے پینے کیلئے کافی ہو گیا

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ان شاء اللہ تم لوگ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے لیکن چاشت سے پہلے نہیں پہنچو گے لہٰذا جو شخص وہاں پہنچے اس کو ہاتھ نہ لگائے۔ یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔ جب ہم چشمے پر پہنچے تو چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی آ رہا تھا۔ پھر چشمے سے چلّو کے ذریعے تھوڑا تھوڑا پانی نکالا۔ یہاں تک کے قدرے جمع ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک اور ہاتھ دھوئے اور چشمے میں انڈیل دیا۔ اس کے بعد چشمے سے خوب پانی آیا۔ تمام صحابہ اکرام رضی اللہ عنھم نے سیر ہو کر پیا۔ جبکہ اس غزوہ کے سفر میں تیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنھم مجاہدین شامل تھے۔ (رواہ مسلم)

ایک مٹھی مٹی سے ایک بڑے لشکر کی آنکھوں کو بھر دیا

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہم نے غزوہ حنین کیا تو بعض صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین پیٹھ پھیر گئے۔ کیونکہ ایسی قوم سے مقابلہ ہوا جن کے تیر خطا نہیں ہو رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھیراؤ کر لیا گیا تو آپ اپنی خچر سے اتر پڑے۔ پھر زمین سے ایک مٹھی مٹی لی اور ان کے چہروں پر ماری اور فرمایا چہرے بگڑ گئے۔ پس ان میں سے اللہ تعالیٰ نے کوئی آدمی پیدا نہیں کیا مگر جس کی آنکھوں میں وہ مٹھی والی مٹی پہنچی ہو تو پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں شکست دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مال غنیمت کو مسلمانوں میں

تقسیم فرمایا۔(رواہ مسلم)

رسول اللہ ﷺ کی منبر پر خطبہ کے دوران بارش کی دعا اور اسی وقت قبولیت

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگوں پر خشک سالی آئی تو جمعہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہی تھے کہ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال برباد ہو گیا' بچے بھوکے مر گئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اٹھائے اور بارش کیلئے دعا کی۔ اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہیں تھا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' دست مبارک ابھی نیچے نہیں کیے تھے کہ پہاڑوں جیسے بادل اُمڈ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نہیں اترے تھے کہ ریش مبارک سے بارش کے پانی کے قطرے ٹپکتے دیکھے۔ بارش اس روز اور اگلے روز بھی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ اگلا جمعہ آ گیا۔ وہی اعرابی یا کوئی دوسرا کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان گرنے لگے اور مال ڈوبنے لگا۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اٹھائے اور دعا کی اے اللہ ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہیں۔ آپ جس جانب بادلوں کو اشارہ کرتے تو وہ پھٹ جاتے۔ بادل کھل گئے اور ہم دھوپ میں چلنے لگے۔(رواہ بخاری ومسلم' باب المعجزات' مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ کی دعا سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا فوراً قبول اسلام

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی ماں کو دعوت اسلام

دی اور وہ مشرکہ تھیں۔ایک روز جب میں نے انھیں دعوت دی تو ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہی جو مجھے ناپسند ہوئی۔ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت فرمادے۔آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ماں کی ہدایت فرما۔ نبی کریم ﷺ کے دعا فرمادینے کے باعث میں خوش ہو کر باہر نکلا جب دروازے پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آہٹ سن لی اور کہا اے ابو ہریرہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ غسل کر کے انھوں نے کپڑے پہنے دوپٹہ اوڑھا اور دروازہ کھول دیا۔ پھر کہا اے ابو ہریرہ:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے ہیں اور رسول ہیں۔

میں رسول اللہ ﷺ کی جانب لوٹا اور خوشی کے مارے رو رہا تھا۔آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی اور فرمایا کہ اچھا ہوا۔ (رواہ مسلم)

رحمۃ اللعالمین ﷺ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مجرم لوگ اپنے جرم کی سزا پائے بغیر اپنے گھروں کو لوٹتے رہیں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْھَا اَنَّ قُرَيْشًا اَھَمَّھُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخزومیہ عورت کے معاملے نے قریش کو پریشان کر دیا جس نے چوری کی

مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اُهْلِکَ الَّذِیْنَ قَبْلَکُمْ اَنَّهُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحَدَّ وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا.

(بخاری ومسلم)

تھی۔ لوگوں نے کہا کہ اس بارے میں کون رسول اللہ ﷺ سے عرض کرے گا۔ بعض نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی ایسی جرات نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے چہیتے ہیں۔ پس اسامہ رضی اللہ عنہ نے گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کرتے ہو؟ پھر کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا کہ تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک کیے گئے کہ جب کوئی معزز چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دونگا۔

مذکورہ عدل کے معیار سے مجرم لوگوں نے بھی عبرت حاصل کی کہ جرم کی صورت میں کوئی بھی اس کی سزا سے بچ نہ سکے گا اور وہ تائب ہو کر راہِ مستقیم کی طرف آئے اور شفاعت کے حقدار بن گئے۔ اللہ کی شان غفور الرحیمی سب سے بلند ہے۔

وہ امور جو امام الانبیاء ﷺ کیلئے فضیلت کے ساتھ خاص فرمائے گئے

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں

ایسی عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ میری ایک مہینے تک کی مسافت تک کیلئے رعب سے مدد فرمائی گئی۔ ساری زمین میرے لیے مسجد اور پاک قرار دی گئی۔ میرا امتی جہاں نماز کا وقت پائے تو وہیں پڑھ لے۔ غنیمتیں میرے لیے حلال فرمائی گئیں۔ جبکہ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں فرمائی گئیں۔ مجھے شفاعت عام عطا فرمائی گئی' مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جاتا تھا۔ لیکن مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ "میرے بعد نبیوں کا آنا ختم کر دیا گیا۔" (رواہ بخاری و مسلم)

مذکورہ حدیث کے مطابق یہ ہے کہ امام الانبیاء ﷺ کو قیامت تک کیلئے مبعوث فرمایا گیا ہے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے روز انبیاء کا امام' سب کا خطیب اور شفاعت عام کرنے والا ہوں گا۔ یہ میں فخر سے نہیں کہتا۔ (رواہ ترمذی)

رحمۃ للعالمین ﷺ کا جسم مبارک مشک اور عنبر سے بہتر خوشبودار تھا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چمکدار رنگ والے تھے۔ پسینہ مبارک موتیوں جیسا ہوتا تھا' جھک کر چلتے تھے۔ میں نے دیبا اور ریشم کو ہاتھ لگا کر رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم محسوس نہیں کیا اور میں نے مشک اور عنبر سے بھی وہ خوشبو نہیں سونگھی جو کہ نبی ﷺ کے جسم اطہر سے آتی تھی۔ (رواہ بخاری و مسلم)

مومن کیلئے اپنی بیویوں کے درمیان ذہنی طور پر عملاً عدل قائم رکھنے کا معیار

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک ہی کی طرف مائل ہو تو وہ قیامت کے دن جب آئے گا تو اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا (مفلوج) ہوگا۔ (رواہ ابن ماجہ)

متعدد صحیح احادیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں ایک ہی وقت میں ۹ ازواج مطہرات تھیں اور مذکورہ آیت مبارکہ کے مطابق تو ان سے بھی زیادہ بیویوں کی ایک وقت میں اجازت فرمائی گئی تھی۔ ان سب ازواج مطہرات کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھنے کی صلاحیت جو کہ آپ ﷺ کو عطا فرمائی گئی وہ صرف آپ ﷺ کیلئے ہی خاص تھی کیونکہ جس قدر بیویوں کے درمیان آپ کو عدل و انصاف قائم کرنے کی صلاحیت و استطاعت عطا فرمائی گئی تھی، اسی قدر ہی آپ کو شادیوں کی اجازت فرمائی تھی۔

جبکہ کسی بھی امتی کو ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اس لیے اجازت نہیں دی گئی کہ اسے اس سے زیادہ بیویوں کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھنے کی خالق کائنات نے صلاحیت ہی نہیں عطا فرمائی۔

امام الانبیاء ﷺ کا دنیا سے جنت کی طرف وصال ان کے مرتبہ کے مطابق خاص تھا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ اور محمد (ﷺ) ایک رسول ہیں۔ البتہ گزر چکے

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰهَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰهُ الشّٰکِرِیْنَo ۱۴۴ (سورۃ آل عمران)

ہیں۔ان سے پہلے بہت سے رسول پھر اگر وہ رحلت پائیں یا شہید کردیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے تو وہ ہرگز اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا اور اللہ جلد جزا دے گا، شکر کرنے والوں کو۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں امت کو خبر دی گئی ہے کہ محمد ﷺ بھی اپنے رب کی طرف جنت میں وصال کرنے والے ہیں۔جیسے ان سے پہلے رسولوں نے وصال کیا۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُo ۱ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًاo ۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًاo ۳ (سورۃ النصر)

جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح ہو جائے اور آپ دیکھیں کہ لوگ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج درفوج، پس اپنے رب کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کریں اور اس سے بخشش طلب کریں۔

مذکورہ سورۃ النصر میں رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی ہے کہ آپ کو دنیا میں مبعوث فرمائے جانے کا مشن جو کہ آپ کے ذمے تھا، مکمل ہونے والا ہے اور اسی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرف وصال کی اطلاع پائی جاتی ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سورۃ النصر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا مجھے میرے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ وہ رو پڑیں تو فرمایا نہ رو کیونکہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملنے والی ہو۔ پس وہ ہنس پڑیں۔ ازواج مطہرات میں سے بعض نے دیکھ لیا تھا۔ لہٰذا پوچھا اے فاطمہ! ہم نے تمھیں روتے پھر ہنستے دیکھا ہے۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا تھا

کہ آپ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے تو میں رو پڑی پھر فرمایا نہ رو کیونکہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملنے والی ہو۔ تو میں وہ ہنس پڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خبر سورۃ النصر ہے۔ (رواہ دارمی)

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وصال کا اختیار دیا تو آپ نے وصال کو چن لیا

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا بے شک ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا ہے کہ وہ یا تو دنیا کی چمک دمک اور زیب زینت سے جو کچھ چاہے اللہ اسے دے دے یا اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کر لے تو اسے بندے نے اللہ کے پاس والی چیز کو اختیار کر لیا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ روئے اور عرض گزار ہوئے کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ہم نے اس پر تعجب کیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ بڑے میاں کی طرف تو دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ تو کسی بندے کی خبر دے رہے ہیں کہ جو اُس دنیا کی رونق دی اور جو اس کے پاس ہے ان میں سے اللہ تعالیٰ نے اسے ایک کا اختیار دیا اور یہ فرما رہے ہیں کہ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں جبکہ وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے جن کو اختیار دیا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سے سب سے زیادہ علم والے تھے۔ (رواہ بخاری و مسلم)

یہ کوچۂ حبیب ہے پلکوں سے چل کے آ

"گنبد خضریٰ روبرو تھا...... گستاخ اکھیاں کتھے جا اڑیاں، جہاں کبھی ایوب انصاری کا مکان تھا اور رسول اللہ کا ناقہ میزبانی کا شرف بخشنے کیلئے بیٹھ گیا تھا وہاں جنت البقیع کو جاتی ہوئی سڑک پر سیارہ رک گیا۔ باب عمر، باب عبد المجید...... اور باب عثمان کی سڑک پر قصر الحجاز ہوٹل ہے۔ وہاں ہم دو کمرے لے کر ٹھہر گئے۔ کوئی دس منٹ میں نہا دھو کر کپڑے بدلے، بالکونی سے جھانکا تو نگاہیں گنبد خضریٰ سے ہم آغوش ہو گئیں۔ اس وقت کبوتروں کی ٹکڑی نے ہالہ باندھ رکھا تھا۔ آرام گاہ نبوت میں کورنش بجا رہے ہیں اور مجرائی عرض کر رہے ہیں مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ کیا واقعی مدینۃ النبی میں ہوں؟ یا خواب دیکھ رہا ہوں۔ مجھے اپنے موجود ہونے کا احساس ہو گیا۔

سلام ہو، اے مدینۃ النبیؐ......

تو کائنات کے فخر وناز کی پونجی ہے۔

تیری بنیادیں صبح قیامت تک قائم ودائم ہیں۔

تو نے وہ شرف حاصل کیا جو کرۂ ارض کے کسی خطے کو حاصل نہیں۔

اور نہ حشر تک کوئی خطہ اس سعادت سے مشرف ہوگا۔

تیری آغوش میں ایک انسان سورہا ہے جو اپنے مولود سے ہجرت کر کے یہاں آیا۔ تو نے اس کو پناہ دی، اس کی میزبانی کی، پھر وہ تیرا ہی ہوگیا۔

تیری مٹی کو اس نے اپنے وجود سے زندہ جاوید کردیا۔

تیرا نام اسی کا ہوگیا۔ یہاں تک بالا کیا اور دوام بخشا کہ صدیوں سے انسان تیری فضاؤں میں قرن ہا قرن سے درود وسلام کے موتی بکھیر رہے ہیں۔

تیرے ہاں حاضر ہونا دنیا کی عظیم سعادتوں میں سے ایک سعادت ہے، سب سے بڑی سعادت۔

آج قریب چودہ سو برس ہوئے ہیں تیری کوئی

ساعت، کوئی ثانیہ بھی درود وسلام سے خالی نہیں رہا۔

تیری گلیاں ہم ایسیوں کیلئے مصری کی ڈلیاں اور گلاب کی کلیاں ہیں

تیرے ذرے مہر وماہ کو شرماتے اور دل ونگاہ کو چمکاتے ہیں

تیری ہواؤں میں انفاس رسالت کی خوشبوئیں بسی ہوئی ہیں

تو کتنا حلیم وکریم ہے کہ ہم ایسوں کو بھی حاضری کی سعادت بخشتا ہے۔ تیری عزت بے پایاں اور تیری عظمت بے کراں ہے۔ تو وہ دریائے کرم ہے کہ ہر ذی روح تیرے یہاں آکر اپنی پیاس بجھاتا ہے۔ تو آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔ اے کرۂ ارضی کے سرتاج! اے سرتاج الانبیاء کی آرام گاہ، ایک انسان کی بدولت کروڑوں انسانوں کو زندگی بخشنے والے، اے کلام اللہ کے 86430 کلمات اور تین لاکھ 23 ہزار سات سو ساٹھ حروف میں سے مدنی آیتوں کی جائے نزول، اے آخری نبیؐ کے مدفن مبارک جس کی ذات اقدس پر 22 سال 5 ماہ کے عرصے میں 6666 آیتیں نازل ہوئیں، اے رحمتوں اور فضیلتوں کے شہر، اے عظیم انسانوں کے مامن، اے زبان وبیان کی روح رواں، اے سپہ سالاروں کے دل کی دھڑکن، اے انشا پردازوں کے علو فکر، اے شاعروں کے تخیل کی معراج، اے خطیبوں کے ولولہ خطابت کی آبرو، اے عالموں کے افکار کی آرزو، اے دانشوروں کے علم وحکمت کی جستجو، اے اہل اللہ کے آستانہ آخر، اے عابدوں کی جبین ناز، اے زاہدوں کی محبت کے محور، اے جود وسخا کے مخزن، اے جمال ودولت کے مسکن، اے گنہگاروں کی بخشش گاہ، اے بلدۂ رسالت پناہ، اے مرکز دل ونگاہ، اے انس وملک کی بوسہ گاہ، اے خطا کاروں کے خطا پوش، اے ہر عہد کے فضلاء کی منزل، اے عاشقان صادق کے محمل...... ایک ہیچ مداں اور بے سرو سامان کا سلام قبول کر۔

اے مدینہ النبیؐ تو مرکز انوار الٰہی ہے، تو نے سب غایتوں کی غایت اولیٰ کو دیکھا اور جاوداں ہو گیا۔ اللہ نے تجھے ہمیشگی بخشی ہے۔ فرشتے اللہ کے عرش سے تیرے فرش پر سلام و درود کے تحفے لاتے ہیں۔ تو نے اسلام کو رونق بخشی اور تاریخ کو عزت دی ہے۔ تو نے ادب کو درخشاں کیا، تو نے قلم کو توانائی، زبان کی رعنائی، بیان کو زیبائی اور فکر کو گہرائی بخشی ہے۔ ہم تیرے اور تو ہمارا ہے۔ تیری صبحوں میں صحابہؓ کا سوز دروں اور انصار و مہاجرین کا جوش جنوں ہے۔ تو شب زندہ داروں کی بلا واسطہ حکایت کا گوہر مکنوں ہے۔ تو عرش سے نازک تر ہے۔ تیری آغوش میں نصف اسلام سو رہا ہے۔ تیری مٹی پاتال تک مقدس ہے۔ تو سب سے بڑی تاریخ ہے۔ تیرے شمال میں احد ہے، جس نے بقول ابوالحسن علی ندوی لغت کو شجاعت کیلئے بے شمار الفاظ دیئے ہیں...... وہ پہاڑی جو قیامت کے روز جنت میں اٹھایا جائے گا، تیرے مشرق میں جنت البقیع ہے، جہاں وہ لوگ سو رہے ہیں جو ابد الاباد تک زندہ ہیں، جن کیلئے موت نہیں، جن سے موت بھاگتی رہی اور ہمیشہ کیلئے بھاگ گئی۔ جن کے چہروں کی غیرت نے عرش و فرش سے سلام لئے ہیں، جو صرف زندہ رہنے کیلئے پیدا کئے گئے، جن کا عقیدہ تھا کہ موت زندگی کی ابتدا ہے اور وہ مر کے زندگی کی ابتدا کر گئے۔ وہی زندگی تب سے اب تک رواں دواں ہے''۔

سلام ہو اے مدینہ النبیؐ...... سلام ہو...... اے شہروں کے شہنشاہ!

اے انسانوں کی امید گاہ!...... اے زیر فلک عالم پناہ!

سلام ہو''

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر

اے رب کریم، تو دونوں جہانوں (عالموں) سے، بے پروا، غنی ہے اور میں ایک لاچار عاجز انسان اور فقیر بے نوا ہوں۔

روز محشر عزر ہائے من پذیر

میری عاجزانہ درخواست ہے کہ روز قیامت میری تقصیروں کا عذر سننا انھیں پذیرائی بخشنا اور اپنے عفو و کرم اور رحم سے نوازنا۔

گر تو می بینی حسابم ناگزیر

اے اللہ رب العزت۔ اگر تو فیصلہ کرے کہ بروز قیامت میرا حساب لینا ناگزیر اور ضروری ہے اور یہ ٹل نہیں سکتا۔ تو

اے دو جہانوں کے مالک میری صرف ایک عاجزانہ التجا ہے۔

از نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پنہاں بگیر

میرا حساب و کتاب میرے آقا جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ لینا اور ان کی پاک نگاہوں سے اوجھل ہی

میرا حساب کر دینا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوری ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریا ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبا لوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	عطائے محبوب ﷺ	☆	آمد محبوب ﷺ
☆	تبسم محبوب ﷺ	☆	رفعت محبوب ﷺ
☆	آداب محبوب ﷺ	☆	عشق صدیق رضی اللہ عنہ
☆	کلام محبوب ﷺ	☆	عشق بلال رضی اللہ عنہ
☆	اخلاق محبوب ﷺ	☆	عشق اویس رضی اللہ عنہ
☆	یاد محبوب ﷺ	☆	عشق جامی رحمۃ اللہ علیہ
☆	محبوب کائنات ﷺ	☆	عشق رومی رحمۃ اللہ علیہ
☆	گیسوئے محبوب ﷺ	☆	میرا محبوب ﷺ کتنا حسین ہے
☆	در محبوب ﷺ	☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام عشق
☆	کمالات محبوب ﷺ	☆	افتو منون ببعض الکتاب
☆	حیات محبوب ﷺ	☆	علم ابن الکتاب عشق ام الکتاب
☆	صورت محبوب ﷺ	☆	بکھری زلفیں پریشان چہرہ
☆	سیرت محبوب ﷺ	☆	فان امنوا بمثل ما امنتم به
☆	فرمان محبوب ﷺ	☆	مالک دو جہاں ﷺ
☆	معجزات محبوب ﷺ	☆	تعلیمات محبوب ﷺ
☆	بزم محبوب ﷺ	☆	فرمودات محبوب ﷺ
☆	محبت اور محبوب ﷺ	☆	معجزات انبیاء و کرامات اولیاء
☆	عکس حسن محبوب ﷺ	☆	در قرآن نعت محبوب ﷺ
☆	تعظیم و توقیر محبوب ﷺ	☆	شادی کی شرعی حیثیت
☆	اوصاف محبوب ﷺ	☆	پردہ کی شرعی حیثیت
☆	ذکر محبوب ﷺ	☆	ایصال و ثواب کی شرعی حیثیت

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	عنوان	☆	عنوان
☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المومنون اخوہ
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالک ذکرک	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہو گئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھچی ہے کہاں کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لومیرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں ﷺ
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارجِ اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات ﷺ
☆	باعث تسکینِ دل و جان ﷺ	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہ السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن